وفیات

نامور شاعر احمد فراز کی جدائی

میدان ادب کی بستی یوں تو عرصہ دارز سے طوفانِ اجل کے پے در پے تھپیڑوں کی زَد میں ہے' کوئی مہینہ اور کوئی برس ایسا نہیں گزرتا جو اپنے ساتھ علم وادب کے آفتاب و ماہتاب ہم سے چھین کر نہ لے جاتا ہو۔ نیا حادثہ بھی ادب اردو کے لئے کسی بھونچال سے کم نہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے موجودہ عہد کے آخری سب سے بڑے اور نامور شاعر جناب احمد فراز بھی ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

اب کاوش محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے ۔۔۔ اک تو ہی تو سرمایہ خونیں جگراں تھا

جناب احمد فراز کی شخصیت اور افکار ونظریات کے کچھ پہلوؤں سے اختلاف اپنی جگہ کیونکہ ہر انسان کا ذہنی ارتقاء مختلف ادوار اور ماحولوں کے ساتھ وابستہ رہتا ہے یقیناً احمد فراز بھی اسی نشیب وفراز سے گزرے لہذا ان کی شخصیت اور افکار بھی تنقید کے تیشے کی زَد میں رہے لیکن ان کی باکمال' معنی خیز' شائستہ' برجستہ اور اساتذہ فن کا رنگ لئے ہوئی ساحرانہ شاعری اور علم وادب کے حوالے سے ان کی خدمات کا اعتراف ساری دنیا نے برملا کیا ہے۔ بلاشبہ پاکستان میں شاعرِ اسلام علامہ اقبالؒ کے بعد فیض احمد فیض اور احمد فراز کا سکہ ہر دور میں سب سے زیادہ چلتا رہا' جناب احمد ندیم قاسمی' منیر نیازی اور دیگر بزرگ شعراء جو اپنی اپنی جگہ شعروادب کے حوالے سے انتہائی بلند پایہ شخصیات تھیں' لیکن عوام وخواص میں جو عزت' شہرت اور قبولیت فراز کے حصہ میں آئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

وہ اپنے دور کے عوامی شاعر تھے' زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ افراد چاہے ان میں جواں ہوں' بوڑھے ہوں یا بچے ہر ایک کی زبان پر احمد فراز کے شعر جاری رہتے۔ یقیناً فراز عصر حاضر میں اپنے پیشرو شاعروں اور اساتذہ شعر وادب کے سلسلہ کی آخری سنہری کڑی تھے۔ لیکن احمد فراز ادب اور اردو شاعری میں کئی پیش روؤں اور ہمعصروں سے بازی لے گئے تھے' یقیناً اردو شعروادب ان کی شاعری اور خصوصاً صنف غزل پر بجا ناز کرسکتی ہے۔ انہوں نے غزل کو عوامی قبولیت کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ ان کی غزل کی رنگینیوں اور خیالات کی رعنائیوں سے پژمردہ اور سنگلاخ دلوں کی کھیتیوں میں بھی زندگی کے نغمے گونجنے لگتے تھے۔ آپ کی نظمیں بھی خزاں رسیدہ ذہنوں میں موجِ بہار بن کر اترتی تھیں۔ تعجب اور حیرت کی بات لگتی ہے ان لوگوں کے لئے کہ فراز جیسے عظیم اردو داں شاعر کا تعلق صوبہ سرحد اور کوہاٹ جیسی سنگلاخ سرزمین اور پھر پختون معاشرے سے ان کا تعلق تھا۔ ان کی پیدائش نوشہرہ میں ہوئی اور پھر تعلیم وتربیت بھی پختونوں کے خاص پٹھانی ماحول میں ہوئی۔ لیکن آپ نے اوائل عمری ہی سے ایسی پختہ اردو شاعری میں نام پیدا کرنا

شروع کردیا کہ پختونوں کی عمر بھر کی اردو زبان میں کمزوری کی تلافی ہوگئی۔ پھر خصوصاً ہندوستان میں فراز کی شاعری کا جادو پاکستان سے بھی زیادہ سرچڑھ کر بولا۔ جو ہر پاکستانی اور ہر پختون کے لئے باعث اعزاز ہے۔ فراز کی شاعری صدیوں تک زندہ رہے گی۔ راقم بھی فراز کی شاعری کا بچپن سے مداح رہا ہے۔ اور اپنے شعروادب کے ذوق کی جانب طبعیت کے میلان میں آپ کی باکمال شاعری کا ضرور اثر اور دخل رہا ہے۔

اس وقت سے میں ترا پرستار حسن ہوں　　دل کو میرے شعور محبت جب نہ تھا

اسی لئے آپ کے جنازے میں شرکت کے لئے اسلام آباد پہنچا۔ جناب احمد فراز کے ساتھ میرے چچا محترم پروفیسر محمود الحق حقانی صاحب کا بڑا دیرینہ تعلق تھا جب احمد فراز اسلامیہ کالج پشاور میں ۳۵۔۳۶ برس پہلے لیکچرار تھے تو ہمارے چچا حقانی صاحب کے ساتھ ایوب خان کے خلاف یونین کے قیام کے سلسلے میں ان کا تعلق قائم ہوا اور انہوں نے اساتذہ اور طلباء کے حقوق کے لئے مل کر کئی سال آمر مطلق کے خلاف جدوجہد کی۔ جناب احمد فراز کو حقانی صاحب کے ساتھ بڑا قریبی مخلصانہ و برادرانہ تعلق تھا۔ آپ حقانی صاحب کو اپنے انتہائی مخلص ترین دوستوں میں شمار کرتے تھے' اسی لئے حقانی صاحب بھی جنازہ میں شرکت کے لئے راقم کے ہمراہ اسلام آباد تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بھی اسی دیرینہ خاندانی تعلق کی خاطر اور شعروادب کے ساتھ وابستگی کی بناء پر آپ کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اور وہاں پر احمد فراز کے خاندان اور ان کے امام مسجد کے پُرزور اصرار پر نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔ اس موقع پر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ حکومت کے اعلیٰ حکام اور وفاقی وزراء اور دیگر سیاسی زعماء انتہائی کم تعداد میں جنازے میں شریک ہوئے' گو کہ احمد فراز کا سیاسی تعلق پیپلز پارٹی کے ساتھ تھا' لیکن ان جیسے عظیم شاعر کے سفر رخصتی میں ان کی عدم شرکت بے وفائی اور علم وادب سے بے اعتنائی کی ایک بڑی مثال ہے۔ افسوس کہ ایسے انقلابی اور اثر انگیز شاعر داس قحط الرجال کے دور میں ہم نے گنوادیا ہے۔ جن کے زندۂ جاوید اشعار تادیر زمانہ گنگناتا رہے گا۔

بطور مثال چند منتخب اشعار پیش خدمت ہیں:

ے تاب و تواں نہیں ہے مگر حوصلے تو دیکھ　　شیشہ صفات پھر بھی حریفانِ سنگ ہیں

ے یہ رعونت تابکے اے دلفگاراں دیکھنا　　اب گرے گا طرّۂ سلطان سرِ سلطان سمیت

ے ہم بھرے شہروں میں تنہا ہیں نجانے کس طرح　　لوگ ویرانوں میں کرلیتے ہیں پیدا آشنا

ے اے خوشا عہد خزاں جب نغمہ پیرائی تو تھی　　اب تو سرمہ در گلو میں خوشنوایان بہار

ے پھر ہٹا لینا مرے چہرے سے تو بھی اپنا ہاتھ　　اور کچھ لمحے ٹھہر اے زندگی اے زندگی